Regd. No. L. 5257

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

عَسٰٓى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

فی پرچہ ۲ آنہ

یوم پنجشنبہ ★ ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ

جلد ۴۴/۹	۱۴ وفا ۱۳۳۴ھ ★ ۱۴ جولائی ۱۹۵۵ء	نمبر ۱۶۷

"پنجابی صوبہ" کے نعروں اور جلسے جلوسوں پر سے تمام پابندیاں اٹھالی گئیں

امرتسر ۱۲ جولائی۔ امرتسر میں جلوس نکالنے جلسے کرنے اور "پنجابی صوبہ" کے متعلق نعرے لگانے پر سے تمام پابندیاں ہٹالی گئی ہیں۔ مشرقی پنجاب کے باقی اضلاع میں یہ پابندیاں پہلے ہی ختم ہو چکی ہیں ——— مشرقی پنجاب کے وزیر اعلےٰ مسٹر بھیم سین سچر نے یہاں ایک بیان میں پابندیاں ہٹانے کا اعلان کیا۔ آپ نے کہا۔ وزیر اعظم ہند پنڈت نہرو بین الاقوامی امن کے بارے میں مختلف ملکوں کے سربراہوں سے بات چیت کرنے کے بعد واپس آ رہے ہیں۔ اب ہمیں ان کی واپسی کا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور ملک میں امن کے حالات پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ان حالات میں مشرقی پنجاب کی حکومت نے امرتسر میں "پنجابی صوبہ" کے حق میں نعرے لگانے جلوس نکالنے اور جلسے کرنے پر سے پابندیاں ہٹانے کا فیصلہ کیا ہے

صوبائی وزیر اعلےٰ نے ان سات ہزار سے زائد اکالیوں کے بارے میں کچھ نہیں کہا جو ان پابندیوں کی خلاف ورزی پر جیلوں میں ٹھونس دیئے گئے ہیں۔ معتبر حلقوں کا کہنا ہے۔ کہ صوبائی حکومت ان اکالیوں کو آہستہ آہستہ رہا کر دے گی۔

اگر روس نے معقول رویہ اختیار نہ کیا تو ایشیا میں سرد جنگ تیز سے تیز تر ہو جائیگی

روس سے جاپانی جزائر کی واپسی کا مطالبہ۔ وزیر اعظم جاپان کا بیان

ٹوکیو ۱۳ جولائی جاپان کے وزیر اعظم نے بتایا ہے کہ لندن میں جاپان اور روس کے درمیان جو مذاکرات ہو رہے ہیں اگر روس نے ان میں معقول رویہ اختیار نہ کیا تو ایشیا میں سرد جنگ تیز سے تیز تر ہو جائے گی ——— وزیر اعظم جاپان مسٹر ہاتو یاما نے ایک بیان میں بتایا کہ جاپان کے نزدیک سب سے اہم مسئلہ ان جزائر کا ہے۔ جو جاپان کی ملکیت ہیں۔ اور جن پر روس نے قبضہ کر رکھا ہے۔ آپ نے کہا اگر روس واقعی ہمارے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے۔ تو اسے ہمارے جزائر فوراً واپس کر دینے چاہئیں۔ اگر روس نے ایسا نہ کیا۔ تو لازماً ایشیا میں سرد جنگ تیز سے تیز تر ہو جائے گی۔ اور اس طرح عالمی کشیدگی میں اضافہ ہوگا۔ جس کی ذمہ داری روس پر ہی عائد ہوگی۔

★ مری ۱۳ جولائی۔ دستور یہ ہیں وزیر داخلہ پاکستان میجر جنرل اسکندر مرزا نے سرخپوش لیڈر خان عبدالغفار خاں کی نقل و حرکت پر سے پابندیاں اٹھانے کا اعلان کیا۔ انہوں نے اعلان سے قبل اپنے چند رفقاء سے بھی گفتگو کی۔

★ لاہور ۱۳ جولائی۔ حکومت پنجاب نے سیفٹی ایکٹ کے تحت راولپنڈی سازش کے کیس کے قیدی سید سجاد ظہیر پر پابندی لگا دی ہے۔ وہ لاہور کارپوریشن کی حدود سے باہر نہیں جا سکتے۔

دنیا میں ہر جگہ امن کا جذبہ موجود ہے

(نہرو)

قاہرہ ۱۳ جولائی۔ وزیر اعظم بھارت پنڈت جواہر لال نہرو نے قاہرہ پہنچتے ہی وزیر اعظم جمال عبدالناصر سے تین گھنٹے ملاقات کی۔ ہوائی اڈہ پر پنڈت نہرو نے کہا۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا۔ کہ میرے دورہ سے عالمی کشیدگی کم ہو گئی ہے۔ لیکن میں نے یہ ضرور محسوس کیا ہے۔ کہ ہر کہیں لوگوں کے دلوں میں امن کا جذبہ موجود ہے۔

جوہر آباد میں مصنوعی بارش کے تجربات ہونگے

سرگودھا ۱۳ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ امسال بھی جوہر آباد میں مصنوعی بارش کے تجربات کئے جائیں گے۔ واضح رہے کہ ایسے تجربات گزشتہ سال بھی کئے گئے تھے۔ اور کافی کامیاب رہے تھے۔

یورپ کے خانہ بدوشوں کی کانفرنس

فانٹیزلد (فرانس) ۱۲ جولائی۔ یہاں فرانس لکسمبرگ بیلجیم اور سپین کے پندرہ ہزار سے زائد خانہ بدوشوں کا اجتماع ہوا۔ یہ خانہ بدوش دو ہزار سے زائد ٹوٹی پھوٹی گاڑیوں میں یہاں پہنچے۔ وہ اپنے مذہبی راہ نماؤں کی سرکردگی میں آئندہ لائحہ عمل مرتب کریں گے۔

چوہدری محمد ظفر اللہ خاں برسلز پہنچ گئے

برسلز ۱۲ جولائی۔ بین الاقوامی عدالت کے جج اور پاکستان کے سابق وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں "بین الاقوامی اخوت کی اسمبلی" میں شرکت کی غرض سے آج یہاں پہنچے۔ خیال ہے آپ اس کانفرنس کے ابتدائی اجلاس میں جو کہ آج شروع ہو رہا ہے۔ تقریر کریں گے۔

جماعت اسلامی اور احراریوں کا سارا جھگڑا قربانی کی کھالوں پر ہے

قوم کی جو کھال ادھیڑی جا رہی ہے اس پر دونوں میں سے کوئی بھی روشنی نہیں ڈالتا

(نوائے وقت)

سابق مجلس احرار کے لیڈر (حال عوامی لیگی) ماسٹر تاج الدین انصاری اپنے ایک بیان میں مولانا مودودی کے بیان کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"قبل اس سے کہ میں مولانا سید ابو الاعلےٰ مودودی صاحب کے بیان کی حقیقت بیان کروں۔ اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ مجلس احرار اور جماعت اسلامی کے سابق تعلقات کے بارہ میں کچھ عرض کروں۔ جماعت اسلامی پر ما تو جماعت کی مخالف ہے۔ مگر مجلس احرار جس نے اس سے قبل جماعت اسلامی کی کبھی مخالفت نہیں کی تھی۔ خدا جانے جماعت اسلامی کی "بارگاہ" میں گردن زدنی کیوں سمجھی گئی۔ مجلس احرار اگر ہر سال ہزار پانچ سو قربانی کی کھالیں اپنے تبلیغی نظام کے لئے جمع کر لیتی تھی۔ تو یہ اتنا بڑا جرم تو نہیں تھا کہ جماعت اسلامی اپنی پالیسی کا پھندا مجلس احرار کے گلے میں ڈال دیتی"

گویا سارا جھگڑا عید قربان پر دنبوں کی کھالوں پر ہے۔ اور قوم کی جو کھال ادھیڑی جا رہی ہے۔ اس پر نہ ماسٹر جی روشنی ڈالتے ہیں نہ مولانا مودودی صاحب۔

(نوائے وقت)

۱۳ جولائی ۱۹۵۵ء

اقوام متحدہ کی طرف سے پاکستان کو دس لاکھ ڈالر کی امداد ملے گی

کراچی ۱۳ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ اقوام متحدہ نے اگلے سال پاکستان کو دس لاکھ ڈالر کی فنی امداد دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں اقوام متحدہ کے فنی امدادی پروگرام کے ادارہ اور حکومت پاکستان کے نمائندوں میں سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ واضح رہے کہ یہ رقم اقتصادی و سماجی زندگی کے تمام اہم پہلوؤں کو ترقی دینے کے منصوبوں پر صرف کی جائے گی۔

امریکہ کے آئندہ صدارتی انتخابات

واشنگٹن ۱۳ جولائی۔ امریکی ایوان نمائندگان کے ۲۰ ری پبلکن ارکان نے ایک مشترکہ درخواست میں صدر آئزن ہاور سے استدعا کی ہے۔ کہ وہ ۱۹۵۶ء کے صدارتی انتخابات میں امیدوار کی حیثیت سے حصہ لیں۔

پنڈت نہرو کی واپسی

نئی دہلی ۱۳ جولائی۔ بھارتی وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو روس اور یورپی ممالک کا پانچ ہفتے کا دورہ ختم کرنے کے بعد بمبئی پہنچ گئے۔

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۵۵ء

تعلق باللہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تجدید احیائے دین کے متعلق جو بنیادی کام کیا ہے۔ وہ مختصراً یہ ہے۔ کہ حضور نے اس زمانے میں جبکہ تمام دنیا تعلق باللہ کی نظریۃً اور عملاً منکر ہو چکی ہے۔ قرآن پاک اور سنت رسول اللہ کی حقیقی تعلیم کی روشنی میں اس کو اجاگر کیا ہے۔ اور موجودہ دنیا کے سامنے اسلام کا صحیح مقصد نہایت وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔ نہ صرف تحریر و تقریر سے بلکہ اپنے عمل سے۔

ذیل میں ہم اسلامی اصول کی فلاسفی سے ایک اقتباس درج کرتے ہیں۔ جو حضور کا وہ معرکۃ الآرا لیکچر ہے۔ جو دسمبر ۱۸۹۶ء کے تین دن کی تعطیلات میں لاہور میں منعقد ہونے والے "جلسہ اعظم مذاہب" میں پڑھا گیا تھا۔ اور جس کے سننے کے لئے جلسہ کا ایک دن بڑھا دیا گیا تھا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"یہ قرآن نے ہی دنیا پر احسان کیا۔ کہ طبعی حالتوں اور اخلاق فاضلہ میں فرق کر کے دکھلا دیا۔ اور جب طبعی حالتوں سے نکال کر اخلاق فاضلہ کے محل عالی تک پہنچایا۔ تو فقط اسی پر کفایت نہ کی بلکہ اور مرحلہ جو باقی تھا یعنے روحانی حالتوں کا مقام اس تک پہونچنے کے لئے پاک معرفت کے دروازے کھول دیئے۔ اور نہ صرف کھول دیئے بلکہ لاکھوں انسانوں کو اس تک پہونچا بھی دیا۔ پس اس طرح پر تینوں قسم کی تعلیم جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کمال خوبی سے بیان فرمائی۔ پس چونکہ وہ تمام تعلیموں کا جن پر دینی تربیت کی ضرورتوں کا مدار ہے۔ کامل طور پر جامع ہے۔ اس لئے یہ دعوے اس نے کیا۔ کہ میں نے دائرہ دینی تعلیم کو کمال تک پہونچایا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے:۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً۔

یعنے آج میں نے دین تمہارا کامل کیا۔ اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا۔ اور میں تمہارا دین اسلام ٹھہرا کر خوش ہوا۔ یعنے دین کا انتہائی مرتبہ وہ امر ہے۔ جو اسلام کے مفہوم میں پایا جاتا ہے۔ یعنے یہ کہ محض خدا کے لئے ہو جانا اور اپنی نجات اپنے وجود کی قربانی سے چاہنا نہ اور طریق سے اور اس نیت اور اس ارادہ کو عملی طور پر دکھلا دینا۔ یہ وہ نقطہ ہے جس پر تمام کمالات ختم ہوتے ہیں۔ پس جس خدا کو حکیموں نے شناخت نہ کیا۔ قرآن نے اس سچے خدا کا پتہ بتایا۔ قرآن نے خدا کی معرفت عطا کرنے کے لئے دو طریقے رکھے ہیں اول وہ طریق جس کی رو سے انسانی عقل عقلی دلائل پیدا کرنے میں بہت قوی اور روشن ہو جاتی ہے۔ اور غلطی کرنے سے بچ جاتی ہے۔ اور دوسرا روحانی طریق ہے جس کو ہم تیسرے سوال کے جواب میں عنقریب انشاء اللہ تعالےٰ بیان کریں گے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۹۱-۹۲-۹۳)

ان مختصر الفاظ میں حضور علیہ السلام نے یہ واضح فرمایا ہے کہ قرآن کریم نے روحانی حالتوں کے مقام تک پہونچنے کے لئے نہ صرف پاک معرفت کے دروازے کھول دیئے ہیں بلکہ لاکھوں انسانوں کو اس تک پہونچا بھی دیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک کی تعلیم محض خیالی گورکھ دھندا نہیں۔ اور نہ کوئی ایسی چیز ہے جس پر انسان اپنے موجودہ قوائے جسمانی و روحانی کے ساتھ عمل نہیں کر سکتا۔ اس نے جو معرفت الٰہیہ کے طریقے بتائے ہیں۔ وہ ممکن ہیں۔ اور ہر انسان کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اور اس کا ثبوت اسلام کی تاریخ پیش کرتی ہے۔ اور لاکھوں انسان ان طریقوں پر عمل پیرا ہو کر معرفت کی منزل مقصود حاصل کر چکے ہیں۔ جن میں سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم ائمہ دین اور مجددین علیہم الرحمۃ اجمعین داخل ہیں۔

ان لاکھوں انسانوں کا معرفت کے مقام کو حاصل کرنا ثابت کرتا ہے۔ کہ آئندہ بھی جو لوگ قرآن کریم کے بتائے ہوئے ان راستوں پر گامزن ہوں گے۔ وہ یہ مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ تو اذن عام ہے ہر شخص جو اللہ تعالےٰ کی معرفت صحیح معنوں میں حاصل کرنا چاہتا ہے دوسرے لفظوں میں ہر شخص جو اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتا۔ اور اس سے تعلق پیدا کرنا چاہتا ہے۔ وہ ایسا کر سکتا ہے

البتہ جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ اپنے دین کے احیاء کے لئے ماموریت کا درجہ دیتا ہے۔ یعنے ائمہ مجددین علیہم الرحمۃ ان کو حسب ضرورت اس کی معرفت کے لئے جدوجہد کرنے والوں میں سے چن لیتا ہے۔ جیسا کہ حدیث صحیح "ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا

یعنے اللہ تعالےٰ یقیناً اس امت کے لئے ہر سو سال کے سر پر ایک ایسا انسان مبعوث کرتا رہے گا۔ جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔ یہ حدیث اس نص کی گویا تشریح ہے کہ

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون (حجر رکوع ۱)

یعنے ہم نے ہی یہ نصیحت یعنے قرآن کریم کی تعلیم نازل کی ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس لئے اس حدیث کے صحیح ہونے میں کسی کو عذر نہیں ہو سکتا۔

ایسے لوگوں کا اللہ تعالےٰ سے خاص تعلق ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی معرفت بھی دوسروں سے زیادہ ہوتی ہے۔ اور ماموریت کی وجہ سے ان کو اپنے زمانہ کی ضروریات کے مطابق کمال حاصل ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے ایسے لوگوں کو ناقص نہیں کہا جا سکتا۔ ایسے مجددین اسلام میں ہر صدی میں پیدا ہوتے رہے ہیں اور یہ حیرت ہے کہ جو لوگ حدیث مندرجہ بالا کو صحیح مانتے ہیں یا اس کی تاویل بھی نہیں کرتے۔ جب کہ بعض منکرین تعلق باللہ کرتے ہیں۔ وہ بھی آج اس امر میں متذبذب ہیں۔ کہ چودھویں صدی کے مجدد کون ہیں؟

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوے فرمایا ہے۔ کہ وہ چودھویں صدی کے مجدد ہیں۔ ان کے سوا کسی دوسرے شخص نے آج تک چودھویں صدی کا مجدد ہونے کا دعوے نہیں کیا ہے۔ اور نہ کسی نے مانا ہے لیکن سیدنا مسیح موعود علیہ السلام نے خود بھی یہ دعوے کیا ہے۔ اور لاکھوں نے اس دعوے پر آمنا و صدقنا کہا ہے۔ اس طرح جن لوگوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس دعوے کی تصدیق کی ہے۔ وہ نہ صرف قرآن کی اس تعلیم پر پورا اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی پاک معرفت حاصل کرنا چاہے۔ وہ ایسا کر سکتا ہے۔ بلکہ انہوں نے مندرجہ بالا حدیث رسول اللہ کی بھی عملاً تصدیق کی ہے

اس تعلق میں یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ مسلمانوں میں ایک تو ایسے لوگوں کا گروہ ہے۔ اور جس کی تعداد بہت زیادہ ہے جو اللہ تعالےٰ کی معرفت کے حصول کے قائل ہیں۔ اور اوپر کی حدیث کے مطابق مجددین کی آمد کے بھی قائل ہیں۔ مگر وہ اسکے محض نظری طور پر قائل ہیں عملی طور پر قائل نہیں۔ نہ تو ان میں سے کسی کو اللہ تعالےٰ سے عام تعلق کا ادعا ہے اور نہ حدیث مجددین کی رو سے آج تک کسی نے دعوے کیا ہے۔ اور نہ شاذ اس خاص معنے میں کسی کو چودھویں صدی کا مجدد مانا گیا ہے۔ جو حدیث مذکورہ سے پیدا ہوتے ہیں

ہمارا خیال ہے کہ اس وجہ سے بعض لوگ نہ صرف حدیث مجددین کی تاویل بھی کرتے ہیں۔ بلکہ بعض اس کو صحیح نہیں مانتے اور نہ مجدد کے وہ معنے لیتے ہیں۔ جو اس حدیث اور نص قرآن کریم مذکورہ بالا سے لازماً پیدا ہوتے ہیں۔

ان آخرالذکر لوگوں میں سے موجودہ وقت میں مودودی صاحب اور ان کے پیرو ہیں۔ جنہوں نے اسلام کو محض ایک "سیاسی" "ازم" بنانے کی کوشش کر رکھی ہے۔ نہ تو ان میں سے کسی کو حتےٰ کہ مودودی صاحب کو "تعلق باللہ" کا دعوے ہے۔ اور نہ حقیقت میں وہ کسی روحانی مقام کے قائل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ صحابہ کرام اور ائمہ دین کو ہی نہیں بلکہ مجددین کو بھی ناقص بیان کرتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ مودودی صاحب کا "نظریہ اسلام" خود ساختہ ہے۔ اس کو قرآن و حدیث سے قطعاً کوئی واسطہ نہیں۔ وہ ان الحکم الا للہ کے معنے صرف اس ورلی دنیا کی حکومت تک محدود سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حکم کا لفظ جب اللہ تعالےٰ کے تعلق میں بولا جاتا ہے۔ اس کا مفہوم وسیع ترین اللہ تعالےٰ کی غیر محدود صفات کے مطابق ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مودودی صاحب قرآن کریم کی صریح تعلیم کے خلاف اسلامی جماعت کو خدائی فوجداروں کی جماعت بیان کرتے ہیں۔ اور اسلام کی تبلیغ کے لئے تلوار کی فلیہ رانی کو لازمی قرار دیتے ہیں۔

الغرض ان کا خود ساختہ اسلام حقیقی اسلام سے بالکل متضاد محض دنیادی اور مادی اسلام ہے۔ جسکو تعلق باللہ اور معرفت الٰہیہ سے کوئی تعلق واسطہ نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ صحابہ کرامؓ اور ائمہ دین کے صحیح مقام کو نہیں سمجھ سکتے۔ اور نہ مجددین کی حقیقت کو جان سکتے ہیں۔ اور جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب "تجدید و احیائے دین" میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے لے کر حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہم تک کسی مجدد کو سوائے جزوی مجدد کے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ انہیں تعلق باللہ کے نقطۂ نظر سے نہیں۔ اور نہ دلوں پر حکومت الٰہیہ قائم کرنے کے تعلق سے دیکھتے ہیں۔ بلکہ وہ انہیں دنیاوی اقتدار پر قبضہ کرنے کے پیمانے سے ناپتے ہیں:۔

خطبہ جمعہ

تمہارے سپرد دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کا کام کیا گیا ہے یہ کام بہت بڑی قربانی اور جدوجہد چاہتا ہے۔

خصوصیت سے دعائیں کرو اور اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرو جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مستحق بنا دے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۵ فروری سنہ ۱۹۴۶ء

تشہد تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

حضرت علیؓ کا ایک مشہور مقولہ

ہے کہ عرفتُ ربی بفسخ العزائم میں نے اپنے رب کو بڑے بڑے پختہ ارادوں کی ناکامیوں اور ان کی شکستوں کی وجہ سے پہچانا ہے۔ یہ ہے تو ایک چھوٹا سا فقرہ۔ لیکن درحقیقت اس میں

انسانی زندگی کی تاریخ کا نچوڑ

بیان کر دیا گیا ہے۔ انسان اپنے ارادوں کی پختگی پر ایسا اعتبار کرتا ہے۔ کہ بسا اوقات وہ خدا تعالیٰ کو بالکل ہی بھول جاتا ہے۔ غیر مومن اور ایک دہریہ کی بات تو الگ رہی۔ ایک رسمی مومن کی بات تو الگ رہی۔ ایک کمزور مومن کی بات تو الگ رہی۔ میں نے اپنی ساری زندگی میں جو کہ مذہبی ماحول میں گزری ہے۔ اور ان تمام تعلیمات کے باوجود جو قرآن کریم کے متعلق ہمارے پیشرو دیتے رہے ہیں۔ یا میں دیتا رہا ہوں۔ بالعموم

احمدیوں کے منہ سے

بھی یہ بات سنی ہے کہ یہ بات تو ضرور ہو کر رہے گی۔ ہم نے یہ بھی کر لیا ہے۔ وہ بھی کر لیا ہے۔ یوں بھی کر لیا ہے۔ ووں بھی کر لیا ہے۔ اب اس کے اندر تبدیلی کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ اور میں نے اپنی زندگی میں ہمیشہ ان دعووں کو کلی طور پر تو نہیں لیکن

جزوی طور پر

ہوتے بھی دیکھا ہے۔ کیونکہ درمیان میں بیسیوں چیزیں ایسی آ جاتی ہیں۔ جن کو انسان اپنے عزم اور ارادہ سے دھوکا کھاتے ہوئے بالکل نظر انداز کر دیتا ہے۔ بیسیوں دفعہ ایسا ہوا ہے کہ میں نے کسی کو کہا کہ فلاں کام کر دو اور کچھ دیر کے بعد اس نے اطلاع بھجوا دی۔ کہ کام ہو گیا۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ نہیں ہوا۔ اس سے پوچھا گیا کہ کام کیوں نہیں ہوا۔ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے تو فلاں کو کہہ دیا تھا۔ حالانکہ کہہ دینے کا نام تو ہو گیا نہیں ہوتا کہہ دیا تو محض ایک ارادہ ہے۔ اور ارادہ کے لئے ضروری نہیں

کہ وہ پورا بھی ہو جائے۔ تو لوگ محض ارادہ کا نام وقوعہ سمجھ لیتے ہیں۔ اور بعض دفعہ اس ارادہ کو پورا کرنے کے لئے ایک فعل کرتے اور سمجھ لیتے ہیں۔ کہ انجام کے راستہ میں کوئی روک باقی نہیں رہی۔ اس شخص کی طرح جو کسی کو ایک کام کہہ کر یہ سمجھ لیتا ہے کہ کام ہو گیا ہے۔ اور جب بعد میں کام نہ ہونے پر پوچھا جائے۔ تو کہہ دیتا ہے۔ کہ میں نے تو اسے کام کرنے کے لئے کہہ دیا تھا۔ لیکن اس سے سستی ہوئی ایسی حالت میں جب سستی کا امکان ہمیشہ موجود ہوتا ہے۔ تو کسی مومن کو حق کیا ہے۔ کہ وہ خدائی اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اور کہہ دے کہ

فلاں بات بالکل یقینی ہے

شاید میری زندگی کا ایک بہت بڑا عقدہ جماعت کے لوگوں کو یہی سمجھاتا رہا ہے۔ کہ اس قسم کا اعتماد انسانی افعال پر نہیں کرنا چاہیئے۔ اور یہ کہ خدا تعالیٰ کے خانہ کو ہمیشہ خالی رکھنا چاہیئے اور اس کی تقدیر پر ایمان رکھنا چاہیئے۔ لیکن ابھی بہت کم لوگ ایسے ہیں۔ جن میں یہ مادہ نظر آتا ہے۔ کہ اپنی ساری تدبیروں کے باوجود وہ یہ سمجھیں۔ کہ ہماری تدبیریں

خدا تعالیٰ کی تقدیر

سے ٹکرا کر بعض دفعہ پاش پاش ہو جایا کرتی ہیں۔

ہماری قومی زندگی کا موجودہ دور بھی ایک بہت بڑی اہمیت رکھنے والا ہے۔ کیونکہ تحریک جدید کے ذریعہ ہم نے

دنیا بھر کی تبلیغ کے لئے ایک نقشہ

بنایا ہے۔ بیسیوں نوجوان اسی غرض کے لئے تیار کئے ہیں۔ کہ وہ بیرونی ممالک میں جائیں اور ایسے رنگ میں تبلیغ کریں۔ کہ اشاعت اسلام بھی ہو۔ اور ان کے گزارے کی صورت بھی نکل آئے لیکن ہمارا یہ دور اب تک صرف

تمہیدی دور

گزرا ہے۔ جماعت نے چندے دیئے نوجوانوں نے زندگیاں وقف کیں۔ پڑھنے والوں نے پڑھا۔ لٹریچر لکھنے والوں نے کچھ لٹریچر تیار کیا اور بعض نوجوانوں کو غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ کیا گیا۔ لیکن اس کے بعد ابھی

یہ مرحلہ باقی ہے کہ

باہر جانے والے

ایسے طور پر کام کرنے میں کامیاب ثابت ہوں کہ ان کے ذریعہ غیر ممالک میں ایسی آواز پیدا ہو جائے۔ کہ لوگوں کے قلوب پلٹ جائیں۔ اور وہ ان کی طرف متوجہ ہو جائیں پھر یہ بھی سوال ہے۔ کہ وہ اپنے گزاروں کے لئے ایسے راستے نکال سکیں۔ کہ جن سے تبلیغ کو وسیع سے وسیع تر کیا جا سکے۔ میں نے جو قدم اٹھایا ہے۔ وہ دنیا کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی معنے ہی نہیں رکھتا۔ دنیا میں دو ارب کے قریب آدمی ہے۔ اگر ایک ہزار آدمیوں کے لئے ایک مبلغ رکھا جائے۔ تو یہ سمجھ لو کہ

دو لاکھ مبلغین کی ہمیں ضرورت ہے

لیکن ہم نے اس وقت تک جو مبلغین بھیجے ہیں۔ اگر ان میں پرانوں کو بھی شامل کر لیا جائے۔ تو چالیس کے قریب تعداد بنتی ہے۔ جہاں دو لاکھ کی ضرورت ہو۔ وہاں چالیس مبلغ بھلا کیا کام دے سکتے ہیں۔ ہمارے ملک کے زمیندار کی اوسط خوراک پانچ چھٹانک سمجھی جاتی ہے۔ پانچ چھٹانک کے معنے ہوئے ۲۵ تولے اور رتیوں کے لحاظ سے قریباً ۲۴۰۰ رتی بنتی اور چاول کے لحاظ سے یہ قریباً ۱۹ ہزار چاول بنے۔ شہری لوگوں کی خوراک تو کم ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ ایک یا ڈیڑھ چھٹانک پر ہی گزارہ کر لیتے ہیں۔ لیکن ایک محنت کش مزدور کی عام خوراک ۱۹ ہزار چاول ہوتی ہے۔ اب ۴۳ مبلغین کو ۲ لاکھ کے مقابل میں رکھ کر دیکھ لو کہ کیا نسبت بنتی ہے۔ اگر ہزار مبلغ ہوں۔ تو دوسواں حصہ ہوگا۔ اگر سو مبلغ ہوں۔ تو دو ہزارواں حصہ ہوگا۔ اور اگر ۴۳ مبلغ ہوں۔ تو وہ دو لاکھ کا چھ ہزارواں حصہ بنیں گے۔ دوسرے لفظوں میں ایک عام آدمی کی خوراک کے مقابل پر ہم دنیا کو

روحانی خوراک کے تین چاول

پیش کرتے ہیں۔ کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ ایک محنت کش اور مزدور پیشہ زمیندار کو تم تین چاول صبح اور تین چاول شام دے کر زندہ رکھ سکتے ہو۔ اگر ایک محنت کش مزدور کو تم تین چاول صبح اور تین چاول شام دے کر زندہ نہیں رکھ سکتے تو تم دنیا کو بھی ۴۳ مبلغین کے ساتھ کسی صورت میں زندہ نہیں رکھ سکتے۔ مگر یہاں تو سوال زندہ رکھنے کا نہیں۔ بلکہ سوال زندہ کرنے کا ہے۔ زندہ رکھنے کے لئے تو بے شک پانچ چھٹانک غذا کافی ہو جائے گی۔ لیکن مردہ نہ سہی۔ نیم مردہ کو بھی زندہ کرنے کے لئے یہ غذا کافی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کے لئے کئی سیر غذا کے خلاصہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ایسی حالت میں جو stimulent استعمال کئے جاتے ہیں وہ

سیروں خوراک کا نچوڑ

ہوتے ہیں۔ پس زندہ کرنے اور زندہ رکھنے میں فرق ہے۔ ہماری جماعت کے مبلغ اس لئے نہیں گئے۔ کہ وہ لوگوں کو زندہ رکھیں بلکہ اس لئے گئے ہیں۔ کہ وہ لوگوں کو زندہ کریں۔ اس لئے ان کی مثال دنیا کے مقابلہ میں ایسی بھی نہیں جیسی تین چاولوں کی ہوتی ہے۔ بلکہ ان کی مثال تو

ایک چاول کے ہزارویں حصہ

کی بھی نہیں رہ جاتی۔ جس طرح ایک شخص کا روٹی کی بجائے صرف سانس لے لینا اسے زندہ نہیں رکھ سکتا۔ اسی طرح یہ مبلغ دنیا کی ضروریات کے مقابلہ میں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے۔ یہ

ایک بیج

ہے۔ جو زمین میں بویا گیا۔ مگر وہ بیج نہیں جو کسی ملک کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بویا جاتا ہے۔ گورنمنٹ بیج بوتی ہے۔ تو وہ یہ امر مدنظر رکھتی ہے۔ کہ اتنا بیج ہو۔ جو آٹھ دس یا پندرہ بیس سال میں سارے ملک کی ضروریات کو پورا کر سکے۔ لیکن ہمارا یہ بیج اس قسم کا بھی نہیں۔ بلکہ ہمارا بیج اس قسم کا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے آدم کی پیدائش کے وقت دنیا میں بویا اور وہ لاکھوں لاکھ سال میں [illegible] پہنچا۔ اگر اس تدریجی ترقی کے ساتھ یہ بیج بڑھتا تو

کے لئے

لاکھوں یا ہزاروں سال کی ضرورت

ہوگی۔ لیکن دنیا میں کوئی مذہب بھی آج تک ہزارہا سال تک زندہ نہیں رہا۔ موجود تو رہا ہے۔ مگر زندہ نہیں رہا۔ ہندو مذہب ہندوؤں کے مقولہ کے مطابق لاکھوں سال سے ہے اور یورپین لوگوں کی تحقیقات کے مطابق یہ مذہب اڑھائی تین ہزار سال سے ہے۔ مگر مذہب کا موجود ہونا اور چیز ہے اور مذہب کا زندہ ہونا اور چیز ہے۔ وہ حقیقتیں جو رشی لائے تھے۔ وہ حقیقتیں جو کرشنؑ اور رامچندرؑ لائے تھے۔ وہ اب کہاں ہیں۔ وہ زندگی کا ثبوت جو حضرت کرشنؑ اور حضرت رامچندرؑ پیش کیا کرتے تھے۔ وہ اب کہاں ہے۔ وہ ان کا خدا تعالیٰ سے مکالمہ مخاطبہ اب کہاں ہے اور کن لوگوں کے ساتھ ہے۔ یہ نہ سہی۔ وہ کونسے ہندو ہیں۔ جو ویدوں پر عمل کرتے ہیں حقیقت تو یہ ہے۔ کہ آج

ساری ہندو دنیا میں ایک انسان بھی ایسا نہیں

جو کہہ سکے کہ وہ ویدوں کی تعلیم کے مطابق باطنی طور پر تو الگ رہا ظاہری طور پر ہی عمل کر رہا ہے۔ عیسائی مذہب انیس سو سال سے موجود ہے۔ لیکن موجود ہونا اور چیز ہے اور زندہ ہونا اور چیز ہے۔ حضرت مسیحؑ تو دنیا کو للکار کر چیلنج دیتے ہیں۔ کہ اگر تم میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ تو تم ہواؤں کو کہو گے تھم جاؤ۔ تو وہ تھم جائیں گی۔ تم دریاؤں کو کہو گے ٹھہر جاؤ تو وہ ٹھہر جائینگے تم پہاڑوں کو کہو گے کہ چلو تو وہ چلنے لگ جائیں گے۔ ہم مانتے ہیں کہ یہ

استعارے کا کلام

ہے۔ پہاڑ سے مراد ہمالیہ نہیں دریاؤں سے مراد گنگا جمنا یا انڈس نہیں اور ہواؤں سے مراد وہ ہوائیں نہیں۔ جو درختوں کو ہلاتی ہیں۔ بلکہ یہ سب استعارے کا کلام ہے۔ مگر استعارہ کے رو سے جو معنے ہواؤں کے ہیں جو دریاؤں کے ہیں جو معنے پہاڑوں کے ہیں وہ معنے بھی تو آج پورے نہیں ہو رہے۔ وہ کونسا تغیر ہے جو عیسائیت کے ذریعہ دنیا میں ہو رہا ہے عیسائیت نے تو یہ کہکر کہ شریعت ایک لعنت ہے ساری شریعتوں کو بیکار قرار دے دیا ہے۔ صرف دس احکام بتلائے ہیں۔ مگر کیا ان دس احکام پر بھی عیسائی عمل کر رہے ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ ایک حصہ کمزور ہوتا ہے۔ جو شرعی احکام پر عمل نہیں کرتا لیکن آخر کچھ حصہ تو اس پر عمل کرتا ہے۔ مگر عیسائیوں میں تو وہ حصہ بھی نہیں ملتا۔ اول تو وہ ہیں ہی دس احکام اور پھر ان پر بھی وہ عمل نہیں کر سکتے اس کے مقابل پر ایک کمزور سے کمزور مسلمان بھی دن بھر میں پچیس احکام پر عمل کر لیتا ہے حالانکہ بڑے سے بڑا عیسائی

حضرت مسیح کے دس احکام

پر بھی عمل نہیں کرتا۔ پس عیسائیت ہے تو سہی۔ لیکن عیسائیت زندہ نہیں۔ اس کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ اسی طرح حضرت موسےٰ حضرت زرتشت اور دوسرے انبیاء کی تعلیم پر عمل بالکل مفقود ہے اور ہزارہا سال تک کوئی قوم اور مذہب زندہ نہیں رہ سکتا۔ چھلکا رہ جاتا ہے۔ فضلہ رہ جاتا ہے۔ مگر حقیقت باقی نہیں رہتی۔ میں جب بھی دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالتا ہوں۔ تو مجھے کوئی مذہب بھی

تین چار سو سال سے زیادہ زندگی والا

نظر نہیں آتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے۔ کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم

یفیج الاعوج کہ اسلام کی سب سے اچھی صدی پہلی ہوگی۔ اس کے بعد دوسری ہوگی اور پھر تیسری صدی ہوگی۔ اس کے بعد بداخلاق جماعت ہوگی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر شان والا اور کون آدمی ہوگا مگر آپ کی تعلیم بھی تین چار سو سال تک ہی چلی آگے نہیں۔ پس جو قوم کامیاب بننا چاہتی ہے۔ اس کو اس خیال میں نہیں پڑنا چاہیئے کہ اس کے لئے

ہزار ہا سال کام کرنے کے لئے

پڑے ہیں۔ کیونکہ آج تک ہزار سال تک ایک قوم بھی زندہ نہیں رہ سکی۔ اور ہمارے اندر کوئی ایسی خصوصیت نظر نہیں آتی کہ ہم ہزار ہا سال تک مذہب کو زندہ رکھنے کی قابلیت رکھتے ہوں۔ ابھی تو

مزید تربیت کی ضرورت

ہے۔ تاکہ جماعت صحابہؓ کے مقام تک پہنچے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایسے آدمی ملے ہیں۔ جو صحابہؓ کے مقام تک پہنچے۔ لیکن ہماری جماعت ابھی جماعتی لحاظ سے صحابہؓ کے مقام تک نہیں پہنچی۔ اور ابھی جماعت کو اس مقام تک پہنچنے کے لئے

بہت بڑی جدوجہد اور قربانی کی ضرورت

ہے۔ مگر صحابہؓ کی قربانیاں بھی اسلام کو تین سو سال تک ہی زندہ رکھ سکیں۔ پھر فیج اعوج آگیا۔ اگر ہم صحابہ کے مقام پر بھی پہنچ جائیں۔ تب بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم تین سو سال تک۔ زندہ رہ سکیں گے۔ حضرت مسیح ناصری کی تعلیم میں تو ڈیڑھ سو سال بعد ہی شرک پیدا ہو۔ شروع ہو گیا تھا۔ پس ہمارے لئے ایک تھوڑا سا وقت مقدر ہے اور تھوڑے سے وقت میں کیا ۳۳ مبلغ دولاکھ مبلغوں کا کام کر سکتے ہیں۔ یقیناً جب تک غیر معمولی کوشش ہماری طرف سے نہ ہو۔ جب تک غیر معمولی فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل نہ ہو۔ اس وقت تک یہ کام کبھی نہیں ہو سکتا ہاں

خدا تعالےٰ کا فضل

جب نازل ہو۔ تو دنیا میں آپ ہی آپ ایک نئی زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ رات کو مومن سوئے گا۔ اور صبح کو اٹھیگا تو کافر ہوگا۔ اور رات کو کافر سوئے گا۔ اور صبح اٹھیگا تو مومن ہوگا۔ اس کے یہی معنے ہیں۔ کہ

خدا تعالےٰ کی تقدیر

ان دنوں بڑے زور سے جاری ہوگی۔ ایک شخص کا رات کو مومن سونا اور صبح کو کافر اٹھنا یہ تو ہمارے کام میں داخل نہیں۔ اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کام کے لئے دنیا میں آئے۔ یہ تو دشمنوں کا حصہ ہے۔ ہمارا حصہ یہ ہے۔ کہ ایک شخص رات کو کافر سوئے اور صبح اٹھے تو مومن ہو۔ یہ تقدیر ہمارے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور اسکو کھینچنا ہمارا اصل کام ہے۔ اس غرض کے لئے جو آدمی ہم نے تیار کرکے باہر بھیجے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ وہ

آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں

بلکہ آٹے میں جتنا نمک ہوتا ہے۔ اس سے یقیناً بہت کم ہیں۔ اور درحقیقت اسے تبلیغی جدوجہد کہنا بھی غلط ہے۔ پھر نہ معلوم جب انہوں نے عملی زندگی میں قدم رکھا۔ تو کس طرح کام کریں گے۔ ان کے دماغ کتنے روشن ہوں گے۔ ان کے اندر عرفان کس حد تک پیدا ہوگا۔ ان کا ایمان انہیں کتنی قربانی پر آمادہ کرے گا۔ اور پھر ان کی آواز میں کتنا اثر ہوگا۔ کہ لوگ ان کی طرف متوجہ ہوں۔ ان کے قلوب ان کی طرف کھنچ جائیں۔ اور وہ ایمان کی طرف قدم اٹھانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ یہ سارا کام ایسا ہے۔ جو

ہمارے قبضہ میں نہیں

بلکہ اس میں سے کچھ حصہ تو ہمارے مبلغین کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور کچھ حصہ خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ ہماری مثال تو ایسی ہی ہے۔ جیسے کسی نے کاغذ کی ناؤ بنائی اور دریا میں چھوڑ دی۔ اب یہ کاغذ کس حد تک پانی کے حملے سے بچا رہتا ہے۔ اور کس طرح خدا تعالیٰ ہلکی ہلکی ہواؤں کو چلاتا اور کاغذ کی ناؤ کو پار اتار دیتا ہے۔ یہ سارا کام اسی کا ہے۔ ہمارے بس کی بات نہیں۔ مثل مشہور ہے کہ کاغذ کی ناؤ آج نہ ڈوبی کل ڈوبے گی۔ ہماری ناؤ بھی کاغذ کی ہے۔ ہم اس کے متعلق یہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ ناؤ آج نہ ڈوبی کل ڈوبے گی۔ آگے یہ خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ کہ وہ اسے دوسرے کنارے پر سلامتی کے ساتھ پہنچا دے۔ اور یہ محض اس کے فضل سے ہی ہو سکتا ہے۔ ہماری کوششوں سے نہیں۔ پس ہمیں

خدا تعالےٰ کے حضور دعائیں اور التجائیں کرنی چاہئیں

کہ وہ اس ناؤ کو سلامتی کے ساتھ دوسرے کنارے پر پہنچا دے۔ جہاں تک انسانی تدابیر اور کوششوں کا سوال ہے۔ کاغذ کی ناؤ کا دوسرے کنارے پر جانا تو الگ رہا۔ وہ اپنے کنارہ سے چلے بغیر ہی ڈوب جایا کرتی ہے۔ ایک بہت بڑا کام ہمارے سپرد ہے۔ ہمیں کبھی بھی اس سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ دنیا بھر کے دلوں کو بدل ڈالنا معمولی بات نہیں۔ درحقیقت زمین و آسمان کو پیدا کرنا آسان ہے۔ مگر دنیا کے قلوب کو بدل ڈالنا آسان بات نہیں۔ میں نے یہ بات یونہی نہیں کہی۔ مجھ سے پہلے بزرگوں نے بھی یہ بات کہی ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ فرمایا۔ اگر تمہیں کوئی شخص کہے۔ کہ احد پہاڑ اپنی جگہ سے ہل گیا ہے۔ تو مان لینا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے۔ کہ فلاں شخص کی طبیعت بدل گئی ہے۔ تو نہ ماننا۔ گویا حضرت عمرؓ نے ایک آدمی کی طبیعت کے بدل جانے کو ایک پہاڑ کے ہل جانے سے زیادہ مشکل قرار دیا ہے۔ اور میں نے تو

ساری دنیا کے قلوب کو بدلنے کی اہمیت

بتائی ہے۔ پس جو نسبت میں نے آسمان اور زمین کی ساری دنیا کے قلوب سے لگائی ہے۔ وہ غلط نہیں واقعہ یہی ہے۔ کہ قلوب کو بدلنا کوئی معمولی بات نہیں۔ ہمارا چند پیسے چندوں میں دے دینا یا ہمارے چند نوجوانوں کا زندگی وقف کر دینا محض ایسا ہی ہے جیسے لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہو جانا۔ قلوب جب بھی بدلتے ہیں آسمانی تقدیر کے ساتھ بدلتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض معقول باتیں ہوتی ہیں۔ لیکن وہ اس طرح اثر کرتی چلی جاتی ہیں۔ جس طرح موافق ہوا کے باعث بادبانی کشتی اڑتی چلی جاتی ہے۔ پس

دوستوں کو چاہیئے

کہ وہ آج کل خدا تعالےٰ کے حضور خاص طور پر دعائیں کریں۔ مگر دعائیں اس رنگ میں نہیں ہونی چاہئیں۔ جس رنگ میں عام طور پر لوگ کرتے ہیں۔ بلکہ حقیقی رنگ میں دعا کرنی چاہیئے۔ اور حقیقی دعا وہ ہوتی ہے۔ کہ جب قلوب پر اثر ہوتا ہے۔ تو آپ ہی آپ دل اور زبان سے دعا نکلتی چلی جاتی ہے۔ انسان کام بھی کرتا جاتا ہے۔ اور دعا بھی نکلتی جاتی ہے۔ تم سجدہ چوبیس گھنٹے نہیں کر سکتے۔ تم رکوع چوبیس گھنٹے نہیں کر سکتے۔ تم قیام چوبیس گھنٹے نہیں کر سکتے۔ تم قعدہ چوبیس گھنٹے نہیں کر سکتے۔ لیکن

چوبیس گھنٹے تمہارے دل میں ایک جوش رہ سکتا ہے

اور اس کی وجہ سے دعا تمہارے دل پر جاری رہ سکتی ہے۔ شاید تم میں سے کوئی کہے۔ کہ

انسان تو رات کو سو جاتا ہے۔ پھر چوبیس گھنٹے کس طرح کوئی دعا جاری رہ سکتی ہے۔ لیکن یہ اعتراض علم کی قلت کا نتیجہ ہے۔ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے۔ علم تصوف کی رو سے بھی اور علم النفس کی رو سے بھی۔ کہ انسان جن خیالات میں سوتا ہے۔ وہ خیالات ساری رات نیند میں بھی جاری رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس بات پر خاص طور پر زور دیا ہے۔ کہ رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی اور آخری تین سورتیں پڑھ کر ہاتھ پر پھونک مارو۔ اور پھر ہاتھ اپنے جسم پر پھیر لو۔ اور پھر خدا تعالےٰ سے یہ دعا مانگتے ہوئے سوؤ۔ کہ اللھم اسلمت نفسی الیک و وجھت وجھی الیک و فوضت امری الیک والجأت ظھری الیک رغبۃ و رھبۃ الیک لاملجاء ولا منجاء منک الا الیک۔ اللھم اٰمنت بکتابک الذی انزلت و بنبیک الذی ارسلت۔ اور اس کے بعد کوئی بات نہ کرو۔ آخر کیوں رات کو سوتے وقت یہ الفاظ پڑھنے کے لئے کہا گیا۔ اور کیوں یہ کہا گیا۔ کہ اس کے بعد کوئی بات نہ کی جائے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ جن خیالات میں انسان رات کو سوتا ہے۔ وہی خیالات ساری رات اس کے دماغ میں چکر لگاتے رہتے ہیں۔ حالانکہ وہ سو رہا ہوتا ہے۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ رات کو دماغ خالی ہوتا ہے۔ دماغ رات کو بھی سوچتا رہتا ہے۔ صرف اتنا فرق ہے۔ کہ دماغ کا بیرونی حصہ جس کی وجہ سے انسان بیرونی دنیا کی باتیں سنتا ہے۔ وہ سویا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن اندرونی حصہ برابر کام کر رہا ہوتا ہے۔ تم کہو گے۔ کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ انسان کو علم بھی نہ ہو۔ اور دماغ بھی اپنا کام کر رہا ہو۔ میں یہ بات سمجھانے کے لئے

ایک موٹی مثال

دیتا ہوں۔ تم ایک چیز کھاتے ہو۔ اس کے بعد تمہیں پتہ نہیں ہوتا کہ تمہارے معدے میں کیا ہو رہا ہے۔ تمہیں پتہ بھی نہیں ہوتا کہ تمہارے جگر میں کیا ہو رہا ہے۔ تمہیں پتہ بھی نہیں ہوتا کہ تمہارے دل میں کیا ہو رہا ہے۔ اور دس پندرہ دن کے بعد وہ کھانا ایک بیماری کی شکل میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ جسم کے ایک حصہ کو اس کا علم تھا۔ اور دوسرے کو اس کا پتہ نہیں تھا۔ ظاہر اس بات سے ناواقف تھا۔ کہ اندر زہر کی ایک فیکٹری بن گئی ہے۔ لیکن باطن اس فیکٹری کو جانتا تھا۔ پس یہ عجیب بات نہیں۔ روزانہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں۔ جن کو ہم ظاہری علم کے لحاظ سے نہیں جانتے۔ لیکن ہمارا اندر انہیں جانتا ہے۔ اور بعض ایسی ہوتی ہے۔ جن کو ہم ظاہر میں بھی جانتے ہیں۔ اسی طرح رات کے وقت انسان جن خیالات میں سوتا ہے۔ وہی ساری رات اس کے قلب میں چکر لگاتے رہتے ہیں۔ پس جب

طبیعت میں جوش

پیدا ہو جائے۔ اور انسان خواہ کسی حالت میں ہو دعا کرتا رہے۔ تو وہ دعا ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ میں نے خود کئی دفعہ دیکھا ہے میں کام بھی کرتا رہتا ہوں۔ اور دعا بھی دل سے نکلتی چلی جاتی ہے۔ اس وقت مجھے یقین ہوتا ہے کہ یہ دعا ضرور قبول ہوگی۔ بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ ہمارے لئے بھی اسی طرح دعا کریں۔ وہ یہ نہیں جانتے۔ کہ قلب کی یہ کیفیت انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتی۔ یہ نتیجہ ہوتی ہے دوسری وسائل کا۔ بہرحال افراد کی ضروریات بھی خدا تعالےٰ پوری کرتا ہے۔ اور قوم کی ضروریات بھی خدا تعالیٰ پوری کرتا ہے۔ لیکن اسلام کی ضروریات کو پورا کرنا تو وہ اپنا فرض سمجھتا ہے۔ کیونکہ اسلام کو اس نے بھیجا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس نے بھیجا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس نے بھیجا۔ پس جس ہستی نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھیجا۔ اور قرآن شریف کو نازل کیا۔ جس ہستی نے دونوں کے نام کو دوبارہ روشن کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا۔ اس ہستی کے متعلق یہ خیال نہیں کیا جا سکتا۔ کہ وہ ہم سے زیادہ دنیا کی اصلاح کا فکرمند نہیں۔ یقیناً وہ ہم سے زیادہ فکرمند ہے۔ سوال صرف اسی قدر ہے۔ کہ ہم اس کے آلۂ کار بن جائیں۔ تاکہ ہمارے ذریعہ وہ مقصد پورا ہو جائے۔ اس کے لئے ہمیں اس کے حضور جھک کر ایاک نعبد کے ماتحت

اپنی زندگیاں وقف کر دینی چاہئیں

اور ایاک نستعین کے ماتحت اپنی دعاؤں کو وقف کر دینا چاہیئے۔ اگر ہم ایسا کر دیں۔ تو یقیناً اس کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ ایسا

صراط مستقیم

پیدا فرما دے گا۔ جس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام دنیا میں پھر

روشن ہو جائیگا

قرآن کریم پھر بولنے والی کتاب بن جائے گی۔ جو لوگوں سے باتیں کرے گی۔ ان کی اصلاح کرے گی۔ اور ان کے اندرونی نقائص کو دور کر دے گی۔ مگر ضرورت ہے کہ ہم اپنے اندر تبدیلی پیدا کر کے اپنے آپ کو اس کے فضلوں کے مستحق بنائیں۔ اور خدا تعالےٰ کے حضور گڑگڑا کر دعائیں کریں کہ وہ ہمیں اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اپنا آلۂ کار بنالے۔ وہ ہماری زبانوں میں اثر پیدا کرے۔ وہ ہماری آنکھوں میں اثر پیدا کرے وہ ہمارے ہاتھوں میں اثر پیدا کرے۔ تاکہ اگر ہم کچھ لکھیں تو وہ لوگوں کے دلوں میں اتر جائے۔ کسی طرف آنکھ اٹھائیں تو اسکے دل میں نرمی پیدا ہو جائے۔ کوئی بات کریں تو لوگ اس کے ماننے پر آمادہ ہو جائیں اور پھر وہ ہمارے قلوب کی ایسی حالت کر دے کہ جب ہم خواہش کریں کہ فلاں علاقہ اسلام میں داخل ہو جائے۔ تو خدا کے فرشتے فوراً آمین کہیں۔ اور

خدا تعالےٰ عرش سے حکم نازل کرے

کہ ایسا ہو جائے۔ ہم تو اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہدایت پا جائیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ جو اس خواہش کو

ہدایت پا جائیں کی بجائے "ہدایت پاگئے"

کی صورت میں بدل سکتا ہے۔ اگر ہماری یہ خواہش اخلاص پر مبنی ہے۔ اور ہمارا اسلام کی ترقی کے لئے مبلغین کو باہر بھیجنا تقویٰ پر مبنی ہے۔ تو اس صورت میں خدا تعالےٰ جس بات کا پہلے سے ارادہ کر چکا ہے۔ اس کا ظہور میں آ جانا کوئی مشکل امر نہیں پس دوستوں کو ان دنوں میں

خصوصیت کے ساتھ خدا تعالےٰ کے حضور دعائیں

کرنی چاہئیں۔ اور اپنی ذات کی بھی اصلاح کرنی چاہیئے۔ ہم نے

اپنے نوجوانوں کو

اگر وہ ہم میں سے کسی کے بیٹے نہیں تو بہرحال وہ کسی ماں اور کسی باپ کے بیٹے ہیں دنیا میں بھیجا ہے تن تنہا بغیر سامانوں کے بغیر ہتھیاروں کے بغیر تجربہ کے اور بغیر ان علوم کے جن کو پیش کئے بغیر یورپین لوگ بات ہی نہیں مانتے۔ میں نے جیسا کہ پہلے بھی مثال دی ہے۔ ہم نے ان کو ایسی صورت میں بھیجا ہے۔ جیسے کاغذ کی ناؤ کو دریا میں بہا دیا جاتا ہے۔ اب

ہمارا فرض ہے

کہ ہم خدا تعالےٰ کے حضور گر جائیں۔ اور اس کی مدد مانگیں۔ میں نے ایک گذشتہ خطبہ جمعہ میں خنساء کا ایک قصہ سنایا تھا اس وقت جو حصہ سنایا تھا وہ اس مضمون کے ساتھ تعلق رکھتا تھا۔ کہ جب ایک جنگ میں مسلمانوں کے لئے خطرناک صورت پیدا ہو گئی۔ تو خنساء نے اپنے تینوں بیٹوں کو بلایا اور کہا میں نے تمہیں بیوگی کی حالت میں بڑی بڑی مصیبتوں میں رہ کر پالا۔ اور تمہاری پرورش کی ہے۔ میں اپنا دودھ قیامت کے دن تمہیں معاف نہیں کروں گی جب تک تم فتح پا کر نہ لوٹو گے یا مارے نہ جاؤ گے۔ لیکن دوسرا حصہ وہ ہے۔ جو آج کے مضمون سے تعلق رکھتا ہے۔ خنساء نے اپنے بیٹوں کو بھیج تو دیا لیکن انہیں بھیجکر وہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو گئی۔ اس نے اپنے بیٹوں کو موت کے لئے بھیجا۔ اور اسلام کی طرف سے جو اس پر ذمہ داری تھی اسے ادا کر دیا اس کے بعد اس پر جو دوسری ذمہ داری تھی مامتا کی۔ اس نے اسے ادا کیا۔ وہ ان کو موت کے منہ میں بھیجکر خود

خدا تعالےٰ کے حضور سجدہ میں

گر گئی اور کہا اے میرے رب میں نے اپنی جوانی دکھ میں گذاری ہے۔ کیونکہ میرا خاوند بدمعاش آدمی تھا۔ پھر میں نے اپنا بڑھاپا دکھ میں گذارا۔ کیونکہ تین بچوں کی پرورش کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ اب اے میرے رب جب مجھے آرام ملنے کا موقع تھا۔ میں نے اپنے تینوں بچوں کو جو میری ساری عمر کی کمائی ہیں۔ تیرے دین کی خدمت کے لئے یہ کہکر بھیج دیا ہے۔ کہ جاؤ یا تو فتح پا کر واپس آنا یا وہیں مر جانا لیکن اے میرے رب اب

میری مامتا تیرے عرش کے آگے اپیل کرتی ہے

کہ ان کو زندہ ہی واپس لانا چنانچہ وہ زندہ ہی واپس آئے۔ اور فتح پا کر آئے۔ اب بھی جبکہ بعض ماؤں نے اپنے بچوں کو گھر سے نکال کر باہر پھینک دیا ہے۔ جب نوجوانوں نے اپنی زندگیاں دین اسلام کے لئے وقف کر دی ہیں۔ اور باپوں نے اپنی نسلیں خدا تعالیٰ کے لئے دے دی ہیں۔ اور جتنی اسلام کے لئے قربانی کی ذمہ داری تھی۔ وہ بعضوں نے پوری کر دی۔ اور بعض پوری کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تو ہم پر یہ ذمہ داری عاید ہے۔ کہ

ہم خدا تعالےٰ کے سامنے جھک کر

کہیں کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنی عمر کی کمائی تیرے دین کے لئے دے دی ہے۔ اب تو خود ہی ان کی حفاظت کر اور ان کو بامراد واپس لا۔ کہ ہمارے دل بھی خوش ہوں۔ اور تیرے دین کو بھی ترقی ہو۔ یہی وہ ذمہ داری ہے۔ جو ہم پر عائد ہے۔ اسی طرح جس طرح خنساء پر تھی۔ بلکہ دین کا رشتہ دنیا کے رشتہ سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ اگر خنساء اپنے جسمانی بچوں کی بقا اور ان کی حفاظت کے لئے اس قدر بیتاب ہو کر خدا تعالےٰ کے حضور جھک گئی تھی۔ تو پھر ہمارا تو یہ فرض اولین ہے۔ کہ ہمارے دلوں میں ایک جوش پیدا ہو۔ اور ہم

ان نوجوانوں کے لئے جو دین کے لئے باہر چلے گئے

ہیں یا باہر جانے والے ہیں۔ خداتعالےٰ کے حضور التجا کریں۔ کہ اے ہمارے رب تو ان کو صحیح راستہ دکھلا ان کے کاموں میں برکت دے۔ ان کو کامیابی عطا فرما۔ اور ان کو فاتح بنا کر واپس لا۔ اگر خداتعالیٰ کی طرف سے مدد نہ آئی۔ تو ہمارے کام کی مثال ایسی ہی ہوگی۔ جیسے کوئی شخص سارا دن مزدوری کرے۔ اور شام کو اپنی مزدوری دریا میں ڈال دے۔ اگر ہم اخلاص کے ساتھ یہ کام کریں گے۔ تو اللہ تعالےٰ ہمارے دلوں میں ایسی کیفیت پیدا کر دے گا۔ کہ ہمارے دل بولنے لگ جائیں گے۔ اور رات اور دن وہی خیالات ہمارے دلوں میں جاری رہیں گے۔ ہم دنیا کے کام کر رہے ہوں گے۔ اور دعائیں ہمارے دلوں سے نکلتی چلی جائیں گی۔ ایک بڑھئی اپنی لکڑی چیر رہا ہوگا۔ اور ساتھ ہی اس کے دل سے آواز نکل رہی ہوگی۔ کلہاڑی کھٹ کھٹ کر رہی ہوگی۔ اور ساتھ ہی اس کے دل کی آہٹ خداتعالےٰ کے سامنے پکار پکار کر یہ کہہ رہی ہوگی کہ اے خدا ہمارے مبلغین کو آرام سے رکھیو اور ان کی مدد اور نصرت فرمائیو۔ اور جب ایک طبقہ کی حالت ایسی ہو جائے گی۔ کہ ان کے دل بولنے لگ جائیں گے۔ جیسے صوفیا کہا کرتے تھے۔ کہ فلاں کا دل بولنے لگ گیا ہے۔ تو ہماری کامیابی یقینی ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ دل باتیں کرنے لگ جاتا اور کلمہ پڑھنے لگ جاتا ہے۔ حالانکہ دل بولنے کے یہ معنے نہیں ہوتے۔ بلکہ دل بولنے کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ دل میں سے دعائیں خود بخود پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ اور ارادے کا سوال ہی نہیں رہتا۔ رات اور دن دل میں ایک فکر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور رات اور دن دل دعا میں لگا رہتا ہے۔ جب یہ صورت پیدا ہو جائے۔ تو خداتعالےٰ بندے کے قریب ہو جاتا ہے۔ اور اسی کا نام صوفیا نے دل کا بولنا رکھا ہے۔ نادانوں نے دل بولنے کے معنے یہ سمجھ لئے ہیں۔ کہ زبان سے جس طرح آدمی کلام کرتا ہے۔ اسی طرح دل بھی بولنے لگ جاتا ہے۔ مگر یہ معنے نہیں۔ جب یہ صورت پیدا ہو جائے گی۔ اس وقت ہمارے لئے کامیابی بالکل یقینی ہو جائے گی۔ مگر ایسی صورت پیدا کرنے کے لئے پہلے زبان سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ جو کامیابی کا پہلا قدم ہے۔ غرض دوستوں کو اس طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس مشکل کام کو ہمارے لئے آسان کر دے۔ اور ہم سرخرو ہو کر اس کی خدمت میں حاضر ہوں۔

(روزنامہ الفضل مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۴۶ء)

جامعہ نصرت ربوہ کا ایف۔اے کا شاندار نتیجہ

جامعہ نصرت کا ایف۔اے کا نتیجہ امسال بھی بفضل خدا شاندار رہا۔ یونیورسٹی کی اوسط کو مدنظر رکھتے ہوئے جو ۳۲.۶ فیصد ہے۔ ہمارے گرلز کالج جامعہ نصرت کا نتیجہ ۵۴ فیصد ہے پاس ہونے والی طالبات کے نام اور نمبر درج ذیل ہیں:۔

نام	نمبر	نام	نمبر
امۃ الحبیب	۲۹۰	امۃ القدیر	۳۰۸
زرینہ اختر	۳۱۸	ریاض بیگم	۳۲۹
ریحانہ	۳۲۸	شمیم امجد	۲۱۷
شمشاد اختر	۲۸۵	سیدہ نسیم اختر	۳۱۰
رشیدہ بیگم	۳۷۴		

(پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ)

"احباب اپنا فرض ادا کریں"

مادیت کی تباہ کاریوں اور سرمایہ و محنت کی باہمی آویزش کے بڑھتے ہوئے سیلاب نے دنیا کے مذہبی رجحانات میں زبردست تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ اسلام کے متعلق لوگوں کی دلچسپی بڑھ رہی ہے اور مذہبی اور اسلامی لٹریچر ان کی توجہ کا موجب بن رہا ہے۔

ان حالات کے پیش نظر

دی اورینٹل اینڈ ریلجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ کی طرف سے بلند پایہ لٹریچر شائع ہو رہا ہے آپ بھی اسی ثواب میں شریک ہوں اور اس کمپنی کے زیادہ سے زیادہ حصص خریدیں۔

مزید تفصیلات اور حصص کی خرید کے لئے کمپنی کو ذیل کے پتہ پر براہ راست لکھئے

دی اورینٹل اینڈ ریلجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ ربوہ ضلع جھنگ

باوجود ابتدائی مشکلات کے کمپنی کو پہلے ہی سال ساڑھے چار فیصدی منافع ہوا ہے۔

(وکیل اعلےٰ تحریک جدید ربوہ)

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے

ایف۔اے۔ ایف،ایس،سی کے نتائج

کالج کے طالب علم منور احمد سعید یونیورسٹی بھر میں اوّل رہے

تعلیم الاسلام کالج کا ایک طالبعلم عزیزم منور احمد سعید رول نمبر ۱۰۸۴۹ ایف۔اے کے امتحان میں یونیورسٹی بھر میں اوّل رہا۔ اس نے ۴۷۷ نمبر حاصل کئے ہیں۔

یاد رہے کہ ایف۔اے۔ ایف۔ایس۔سی میں ساری یونیورسٹی میں کل ۱۲٫۶۶۰ طلبہ شریک امتحان ہوئے جن میں سے صرف ۴۱۲۹ امیدوار کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہمارے کالج کی اوسط ایف۔اے۔ ایف،ایس میڈیکل اور نان میڈیکل ہر سہ امتحانات میں یونیورسٹی کی اوسط سے بہتر رہی۔ چار طلبہ کے وظیفہ آنے کی امید واثق ہے۔

پاس ہونیوالے طلبہ کے رول نمبر اور حاصل کردہ نمبر درج ذیل ہیں

انٹرمیڈیٹ آرٹس

رول نمبر	نام	حاصل کردہ نمبر
۱۰۸۴۹	منور احمد سعید	۴۷۷
۱۰۸۵۰	چودھری محمد سلطان اکبر	۴۰۹
۱۰۸۵۱	محمد احمد	۳۳۳
۱۰۸۵۴	شیخ محمود احمد شاہد	۳۱۱
۱۰۸۵۶	محمود احمد قمر	۲۷۷
۱۰۸۵۸	عبدالماجد شاہد	۲۵۴
۱۰۸۶۱	بشیر احمد جمیل	۳۳۰
۱۰۸۶۲	محمد رشید اکبر	۲۵۴
۱۰۸۶۶	عبدالحمید بھاچہ	۲۸۴
۱۰۸۶۸	محمد اسلم تارڑ	۲۸۰
۱۰۸۶۹	نصراللہ	۳۰۶
۱۰۸۷۱	عنایت اللہ	۲۶۷
۱۰۸۸۰	سید امام علی کاظمی	۲۷۶
۱۰۲۸۱	طاہر محمود باجوہ	۲۸۷
۱۰۸۹۳	رشید احمد	۲۴۸
۱۰۸۹۶	صلاح الدین خاں	۲۹۶
۱۰۸۹۹	سمیع اللہ	۲۷۰
۱۰۹۰۱	محمد اسمٰعیل	۲۸۱
۱۰۹۰۴	ناصر احمد	۲۳۲
۱۰۸۵۹	بشیر احمد	کمپارٹمنٹ انگلش
۱۰۸۸۹	احسان اللہ مرزا	"
۱۰۹۰۳	رحمت علی چودھری	"
۱۰۹۰۶	منظور احمد چیمہ	"
۱۰۸۸۸	آغا خالد احمد	نتیجہ بعد میں
۳۲۳۸	عبدالرب ہاشمی	۲۹۱
۳۲۵۷	محمد ارشد افضل	۲۸۶
۳۲۵۹	مبارک احمد کھوکھر	۳۴۰
۳۲۶۱	ایم سلیم احمد ناصر	۳۲۸
۳۲۶۲	محمد احمد	۲۶۷
۳۲۶۵	نذیر احمد چودھری	نمبر بعد میں
۳۲۶۷	چودھری رشید احمد	۳۲۴
۳۲۶۸	محمد منظور	۲۹۸
۳۲۰۹	نذیر احمد بھٹی	۲۸۴
۳۲۷۳	محمد نواز چیمہ	۳۲۵
۳۲۵۰	محمد انور جنجوعہ	کمپارٹمنٹ انگریزی
۳۲۵۳	مرزا عبدالحمید	" انگلش

انٹرمیڈیٹ میڈیکل

رول نمبر	نام	حاصل کردہ نمبر
۱۰۶۲	عزیز احمد بھٹی	۲۷۸
۱۰۶۹	حمید احمد	۳۰۱
۱۰۷۱	منیر احمد عابد	۲۶۹
۱۰۷۷	محمد اکرام	۳۰۹
۱۰۷۸	نعیم سرفراز احمد	۳۸۹
۱۰۷۹	چودھری حفیظ الرحمن	۲۹۴
۱۰۸۰	اے سجاد حیدر	۳۵۵
۱۰۸۲	راجہ محمد اسلم	۳۳۰
۱۰۸۳	ایم ظفر بھیلوی	۲۸۱

انٹرمیڈیٹ نان میڈیکل

رول نمبر	نام	حاصل کردہ نمبر
۳۲۳۶	محمد صدیق	۲۶۳
۳۲۵۱	محمد اکرم شیخ	۳۴۴
۳۲۵۴	مجدد احمد اعجاز	۴۰۷
۳۲۵۵	حمید احمد	۳۷۲
۳۲۳۷	محمد فاروق	۲۵۷

درخواست دعاء

خاکسار اور یہاں کے دیگر دوست آجکل بعض مشکلات میں ہیں۔ تمام بزرگان اور مخلصین سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ یہاں جماعت کو روزافزوں ترقی عطا فرمائے۔ اور ہم ہر شر سے محفوظ رہیں اور ہر حال میں اللہ تعالےٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

حکیم فضل محمد صدر جماعت احمدیہ پی ضلع [illegible]

اشاعت اسلام کی کانفرنسیں اور یورپ کی تبلیغ میں نمایاں تبدیلی

اے خدا تیرا دین پھر اپنی جگہ حاصل کرلے اور کفر پھر غار میں اپنا منہ چھپالے

(۱) "آج (۲۰ مئی ۱۹۵۵ء) میں نے یورپ کی تبلیغ پر غور کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقین ہے کہ میں خیریت سے وہاں پہنچا تو یورپ کی تبلیغ میں نمایاں تبدیلی ہو جائے گی"!

(۲) "خدا تعالیٰ مدد فرمائے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ برکت اور رحمت اور فضل کے دروازے کھلیں گے اور اسلام ترقی کی طرف بڑھے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ"!

(۳) "اے خدا ایسا ہی ہو۔ تیرا دین پھر اپنی جگہ حاصل کرلے اور کفر پھر غار میں اپنا سر چھپالے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں یورپ اور امریکہ کے تمام مبلغین کو اکٹھا کر کے تصفیہ زمین پر بر سر زمین طے کرنے کی کوشش کروں"!

اے بیرونی ممالک میں اسلام اور احمدیت کا جھنڈا بلند کرنے والو!!! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اشاعت اسلام کی کانفرنسیں مومنوں اور مخلصوں کے دل میں خوشی اور راحت پیدا کر رہی ہیں۔ کیونکہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مومنوں کو پہلے سے بھی زیادہ قربانی کرنے کا موقع ملے گا

(۴) "خدا تعالیٰ مدد فرمائے تو انشاء اللہ تعالیٰ برکت اور رحمت اور فضل کے دروازے کھلیں گے اور اسلام ترقی کی طرف قدم بڑھائے گا۔ اے خدا ایسا ہی ہو تیرا دین پھر اپنی جگہ حاصل کرلے اور کفر پھر غار میں اپنا منہ چھپالے"!

(۵) اے خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہنے والو!!! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فوج کے بہادر سپاہیو!!! اپنے فرض کو سمجھو۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار سپاہیوں کی طرح کفر کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو اور تمہارے خاندانوں کی زندگیوں کو بابرکت بنائے۔ آمین اللّٰھم آمین

(۶) یاد رہے تحریک جدید کے سابقون الاولون کے نام ایک کتاب میں ہو ان کی سالانہ انیس سال تک دی ہوئی رقم کے ذرائع کئے جا رہے ہیں۔ اگر ان سالوں میں کسی سال کا بقایا ہے تو وہ اگست ۱۹۵۵ء کے پہلے عشرہ تک ادا کر کے اپنا نام فہرست میں درج کروالیں۔ ابھی تھوڑا سا وقفہ ہے اسے غنیمت سمجھیں!

وکیل المال تحریک جدید ربوہ

کشمیر کے متعلق بھارت سے گفت و شنید کی کامیابی کے امکانات

پنڈت پنت کے بیان پر پاکستان کا ردِّ عمل

مری ۱۳ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر محمد علی بھارتی وزیر اعظم پنڈت نہرو سے کشمیر کے متعلق پنڈت پنت کے بیان کی وضاحت طلب کرنے کے لئے انہیں ایک خط لکھ رہے ہیں یاد رہے کہ پنڈت پنت نے کشمیر سے متعلق ایک بیان میں کہا تھا۔ کہ بھارت کشمیر میں استصواب ضروری نہیں سمجھتا۔ سیاسی حلقوں کی رائے ہے۔ کہ پنڈت پنت کے اس بیان سے وزرائے اعظم میں بات چیت سے کشمیر کے معاملہ کو تصفیہ کا امکان کافی حد تک کم ہو گیا ہے۔ اور اب باہم گفت و شنید سے اس مسئلہ کو حل کرنا ممکن نہیں۔ پاکستان کے سیاسی حلقوں میں یہ رائے ظاہر کی جا رہی ہے۔ چونکہ بھارت کشمیر سے متعلق پاکستان سے باہمی گفت و شنید کرنے کا خواہاں نہیں۔ اس لئے اس پر اس سلسلے میں مزید بات چیت ڈالنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ اس مسئلہ کو دوبارہ اقوام متحدہ میں پیش کریں۔ کل پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر محمد علی سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ اگست میں پنڈت نہرو سے ملاقات کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا۔ مجھے اس سے متعلق کوئی علم نہیں ہے میں موجودہ صورت حال کا از سر نو جائزہ لونگا۔ اور اس کے بعد کوئی قدم اٹھایا جائیگا

مصر میں آئندہ سال کے شروع میں

پارلیمانی نظام بحال کر دیا جائیگا

لندن ۱۳ر جولائی۔ "ڈیلی ٹیلی گراف" کے وقائع نگار مقیم قاہرہ کو ایک بیان دیتے ہوئے وزیر اعظم کرنل جمال عبدالناصر نے بتایا۔ کہ آئندہ جنوری کی کسی تاریخ کو مصر میں ایک حد تک پارلیمانی حکومت بحال کی جائیگی۔ کرنل ناصر نے مزید بتایا۔ کہ یہ امر یقینی ہے۔ کہ بعض طبقے کے لوگوں کو اس پارلیمانی نظام میں شرکت کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ مصر اس پرانے نظام کو دوبارہ بحال نہیں ہونے دیگا۔ جس کے تحت کابینہ کے وزراء اور پارلیمانی ارکان کو نقد داموں کے ذریعہ خرید جا سکتا ہے۔ کرنل عبدالناصر نے بتایا۔ ہم اغلباً انقلابی کمانڈ کونسل کو وسعت دیکر ...

اعلان سزا

شیخ بشیر احمد صاحب سکہ سید والہ ضلع شیخوپورہ کو بعض اخلاقی شکایات کی بناء پر مقاطعہ کی سزا دی جاتی ہے۔ احباب اس کی پابندی فرمائیں۔

(قائم مقام ناظر امور عامہ ربوہ)

دعائے مغفرت

میری ہمشیرہ بعمر ۱۷ سال پندرہ سولہ جون کی درمیانی شب کو فوت ہو گئی ہیں بزرگان سلسلہ مرحومہ کے بلندی درجات اور پسماندگان کیلئے صبر جمیل کیلئے دعا فرمائیں۔

اڈیٹر عبدالعزیز گھو گھیاٹ ڈاکخانہ میانی ضلع سرگودھا

دعائے مغفرت

میرے چچا جان ڈاکٹر میجر نذیر احمد خانصاحب برادر خورد چوہدری غلام احمد خانصاحب ایڈووکیٹ پاکپٹن مورخہ ۲۸ رکو ۵۵ء وفات پا گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔
مبارک احمد خاں۔ پاکپٹن

درخواست دعاء

خاکسار کی والدہ محترمہ عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ مرض بہت بڑھ گیا ہے جس وجہ سے والدہ محترمہ کے علاوہ افراد خانہ بھی سخت پریشانی اور تکلیف میں ہیں احباب جماعت ان کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے التزام کے ساتھ دعا فرمائیں۔
کرامت اللہ دارالرحمت ربوہ